عصر حاضر اور سد الذرائع

تحریر: محمد ارشد: لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج، نارووال

کتاب و سنت بنیادی ماخذ و مصادر کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے علاوہ کئی ایک ایسے ماخذ ہیں جو کہ ثانوی حیثیت کے حامل ہیں۔ ان میں سے ایک سد الذرائع بھی ہے۔ ہم "عصر حاضر اور سد الذرائع" کے موضوع پر گفتگو سے قبل سد الذرائع کا مختصر طور پر مفہوم بیان کرتے ہیں۔

لغوی مفہوم: اہل لغت کے ہاں لفظ "سد" میں رکاوٹ اور بند کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔(۱)

قرآن حکیم میں بھی لفظ سد کا استعمال رکاوٹ اور آڑ کے معنی میں ہوا ہے:

"قالوا یذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجاً علی ان تجعل بینناوبینھم سدا"(۲)

ترجمہ: وہ (لوگ) بولے اے ذوالقرنین بلاشبہ یاجوج و ماجوج (قوم) زمین میں فساد کرتے ہیں سو ہم تیرے لئے کچھ اجرت مقرر کریں۔ اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے مابین ایک آڑ بنا دیں

ذریعہ سے مراد ایسا وسیلہ ہے جس سے کسی چیز تک رسائی حاصل کی جاسکے۔ خواہ وہ چیز فساد کا سبب بنے یا اصلاح کا۔ مگر اب عام طور پر ذرائع کے لفظ کا اطلاق ایسے وسائل پر ہوتا ہے جو کہ مفاسد کی طرف جانے والے ہوں (۳)

اصطلاحی مفہوم: سد الذرائع کا اصطلاحی مفہوم کئی ایک اہل علم نے بیان کیا ہے۔ امام شاطبیؒ اس کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

"تذرع بفعل جائز الی عمل غیر جائز"(۴) (فعل جائز کو ناجائز فعل کیلئے وسیلہ بنانا)

عصر حاضر کے اصولیین میں سے علی حسب اللہ کے ہاں اس کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

"والمقصود بسد الذرائع منع مایجوز من ذلک اذا کان موصلاً الی مالایجوز (۵)

سد الذرائع سے مقصود یہ ہے کہ جائز امور کو منع کرنا جب کہ وہ ناجائز کی طرف لے جانے والے ہوں۔

سو مختصراً سد الذرائع سے مراد ہر وہ جائز اور مباح امر روکنا ہے جو کہ کسی ناجائز امر کا سبب بنتا ہو۔

اس مقالہ میں اس حوالے سے بحث کی گئی ہے کہ عصر حاضر میں سد الذرائع کے اصول سے کیسے استفادہ کیا گیا اور کیسے مزید استفادہ کیا جاسکتا ہے؟ تاکہ اس موضوع کی افادیت سامنے آسکے۔

سد الذرائع کے اصول کے اطلاق کی درج ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں:

i۔ مختلف برائیوں اور بالخصوص قانون شکنی سے بچنے کیلئے سد الذرائع کی بنا پر منصوص اور غیر منصوص امور میں قانون سازی ہو چکی ہو تو اس کے درست یا غلط ہونے اور اس کے عملی نفاذ پر تبصرہ۔

ii۔ حالات وواقعات کے پیش نظر سد الذرائع کی بنا پر منصوص اور قیاسی امور میں مستقل طور پر قانون سازی اور بعض اقدامات کو ہنگامی طور پر اپنانے کی سفارش۔

سد الذرائع اور اس سے استفادہ

سد الذرائع کے اصول سے استفادہ کی مختلف سطحیں ہیں۔ بعض ایسے امور ہیں جن کا تعلق صرف انسان کی ذات سے ہے اور بعض امور کا تعلق معاشرے سے ہے جبکہ بہت سے امور کا تعلق حکومت سے ہے تاکہ حکومت قانون سازی کر کے معاشرے کو سد الذرائع سے استفادہ کا پابند بنا سکے۔ اس لئے ہم عصر حاضر میں سد الذرائع کے اصول سے استفادہ کی تفصیلات کو دو عنوانات کے تحت بیان کریں گے۔

۱) شخصی اور معاشرتی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ

۲) حکومتی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ

۱) شخصی اور معاشرتی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ

سد الذرائع کے تحت کئی ایسے امور ہیں جن کا تعلق فرد اور معاشرے سے ہے، ان کا دائرہ کار حکومت کے تحت نہیں آتا۔ اس ضمن میں درج ذیل مثالیں قابل ذکر ہیں:

موضع تہمت اور سوئے ظن سے پرہیز کا حکم: شریعت نے بہت سے ایسے احکامات دیئے ہیں جن کو اپنانے سے تہمت کے مواقع پیدا نہیں ہوتے۔ جیسے عورت کو بغیر محرم لمبے سفر، غیر

محرم کا اجنبی عورت کے پاس رات گزارنا وغیرہ کی ممانعت۔

دوسری طرف قرآن حکیم نے کسی کے بارے میں سوئے ظن رکھنے کی ممانعت کی ہے (۶) اگر دونوں صورتوں میں عمل کیا جائے تو معاشرہ بہت سی برائیوں سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

ابن دقیق حدیث "انی خشیت ان یقذف فی قلوبکماشیئا" (۷) کے تحت فرماتے ہیں :

"العلماء ومن یقتدی بہ فلا یجوز لھم ان یفعلوافعلاً یوجب سوء الظن بھم وان کان لھم فیہ مخلص" (۸)

(علماء اور ان کے پیروکاروں کیلئے جائز نہیں کہ وہ ایسا کام کریں جو ان کے حوالے سے سوئے ظن کو واجب کرتا ہو اگرچہ وہ اس میں مخلص ہوں)

گویا اس حدیث پاک میں مذہبی لوگوں کو ایسے امور سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے جو سوئے ظن کا سبب بنیں جیسے قبور کو بوسہ دینے کے قائلین کو بھی جھک کر بوسہ نہیں دینا چاہیے کہ ایسا عمل کرنے سے عوام الناس اسکو سجدہ تعظیمی سمجھ سکتے ہیں اور یہ سجدہ حرام ہے اس لئے صاحب قبر کیلئے دعا کرنے کیلئے دور کھڑا ہونا چاہیے تاکہ یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

خواتین کیلئے ٹیلیفون پر بلا مقصد اور نرم لہجے میں گفتگو کرنے کی ممانعت

قرآن حکیم خواتین کیلئے غیر مردوں سے گفتگو کے آداب اس طرح بیان فرماتا ہے :

"فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولاً معروفاً" (۹)

(سو تم دب کر (غیر مردوں سے) بات نہ کرو (اگر نرم لہجے سے بات کی) تو پھر جس کے دل میں روگ ہے وہ طمع کرے گا اور تم صرف معقول بات کہو۔)

آج کے دور میں اس سے استفادہ کی ایک صورت یہ ہے کہ ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے بھی خواتین کو ان امور کا خیال رکھیں۔

i۔ اجنبی مردوں سے بلا مقصد گفتگو سے حتی المقدور پرہیز۔

ii۔ دوران گفتگو نرم لہجے کی بجائے کسی حد تک سخت لہجہ اختیار کرنا۔

ان آداب کو اپنانے سے ہم انفرادی اور معاشرتی سطح پر بہت سی برائیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں :

رذائل اخلاق سے پرہیز : انفرادی اور معاشرتی سطح پر سد الذرائع کے اصول سے استفادہ کی انتہائی اہم صورت یہ ہے کہ ہم تمام رذائل اخلاق جیسے حسد، لالچ اور تکبر سے پرہیز کریں کیونکہ

ان رذائل اخلاق سے پرہیز نہ کرنے کی صورت میں بہت سی برائیوں حتی کہ قتل جیسے جرائم بھی سرزد ہو جاتے ہیں۔

بد شگونی سے احتراز کا حکم: ہمیں غلط عقائد سے بچنے کیلیے بد شگونی سے بچنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس شرک قرار دیا ہے(۱۰)اسی طرح حدیث میں مجزوم سے بچنے کا حکم بھی دیا گیا۔ ہمارے ہاں بہت سے مواقعوں پر اس طرح کی بد شگونی والے نظریات مشہور ہیں جیسے سورج گرہن کے موقع پر حاملہ خواتین کے اپنے ہاتھ میں چھری پکڑنے سے بچے کے کسی حصہ کا زخمی ہو جانا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سدالذرائع کے اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آج کے سائنسی دور میں حقائق کو سمجھنے کی کوشش کریں اور بد شگونی سے بچ کر غلط نظریات سے محفوظ ہو جائیں کیونکہ بد شگونی سے مستقلاً کسی نفع و نقصان کے عقیدہ کو وابستہ کر لینے کو شرک قرار دیا گیا ہے۔

تبلیغ دین کے سلسلہ میں نفرت کا سبب بننے والے امور سے اجتناب

رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ دین کے معاملے میں تمام ایسے امور سے اجتناب کا حکم دیا ہے جس سے لوگوں کو نفرت ہو جیسے رسول اللہ ﷺ نے لمبی قرات سے روک دیا اور فرمایا کہ امام کو اپنے مقتدیوں میں سے بوڑھے کمزور اور ضرورت مند اشخاص کا بھی لحاظ کرنا چاہیے۔(۱۱)اسی طرح صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری اکتاہٹ کے خدشے کے پیش نظر بعض ایام میں وعظ فرماتے تھے۔(۱۲)

اس لئے آج کے دور میں ہمیں انفرادی اور جماعتی سطح پر دین اور تبلیغ دین کے معاملے میں تمام ایسے امور سے اجتناب کرنا چاہیے جو کہ دین سے نفرت کا سبب بنیں۔

احتیاطی روزہ اور نماز کی ممانعت: عبادات کے باب میں احتیاطی روزہ رکھنے کی ممانعت کی باقاعدہ تصریح احادیث میں ہے کہ جس نے یوم شک کا روزہ رکھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی(۱۳)اسی پر قیاس کرتے ہوئے احتیاطی نماز بھی نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ روزہ اور نماز کی بنیاد شک پر نہیں بلکہ یقین پر ہونی چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ فرض میں اضافہ سمجھنا شروع کر دیں۔ سو ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر احتیاطی روزہ اور نماز سے احتراز کرنا چاہیے۔

خواتین کو چست اور نیم عریاں لباس پہننے کی ممانعت: خواتین کو ایسا باریک لباس پہننے

سے احتراز کرنا چاہیے جس سے ان کے جسم کی رنگت نظر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی خواتین پر سخت وعید بیان فرمائی ہے۔جو کپڑے پہننے کے باوجود عریاں ہوتی ہیں (۱۴) اسی طرح ایسا چست لباس بھی نہیں پہننا چاہیے جس سے جسم کی ساخت نظر آئے۔

ہمیں والد ، خاوند اور بھائی کی حیثیت سے خواتین کو ایسا لباس پہننے سے روکنا چاہیے جس سے عریانی وفحاشی میں اضافہ ہو۔ سو آج کے پر فتن دور میں سدالذرائع کے طور پر اس طرح کا لباس پہننے کی سخت ممانعت ہونی چاہیے۔

صحبت بد سے احتراز کا حکم : کتاب و سنت میں بری صحبت سے احتراز کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ بری صحبت بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ قرآن حکیم نے آیات الٰہی کے استہزاء کے وقت کفار کے ساتھ بیٹھنے والوں کیلئے وعید کے الفاظ اس طرح بیان فرمائے :

" انکم اذا مثلھم "(۱۵) (بلاشبہ تم بھی ان کی مثل ہو۔)

اسی طرح حدیث پاک میں بھی بری صحبت سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوں سوا سے ایسے دستر خوان پر نہیں بیٹھنا چاہیے جہاں شراب پی جارہی ہو (۱۶) ایک اور حدیث میں بری صحبت کے اثرات کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسے لوہار کی بھٹی کی وجہ سے پڑوس میں آگ لگ سکتی ہے (کہ تیز ہوا کے جھونکے سے چنگاری پڑوس کے مکان تک جا سکتی ہے) یا اس کے قریب والے پر چنگارے کے گرنے سے اس کے کپڑے جل سکتے ہیں (کم از کم) اس کو بھٹی سے بدبو ضرور آتی ہے۔ (۱۷)

سو سدالذرائع کے طور پر صحبت بد سے احتراز لازم ہے کہ یہ چیز دنیا و آخرت دونوں کے اعتبار سے بہتر ہے۔ آج کے دور میں انفرادی و معاشرتی سطح پر ہم اس اصول پر عمل پیرا ہو کر بہت سی برائیوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں بالخصوص نوجوانوں کو اس پر سختی سے عمل کی اشد ضرورت ہے تاکہ ان کے سیرت و کردار کی صحیح طور پر تعمیر ہو سکے اور وہ تباہی سے بالکلیہ محفوظ رہ سکیں۔

نشہ کے ابتدائی محرکات سے پرہیز :

حدیث پاک میں ہر نشہ آور چیز کی قلیل مقدار کا استعمال بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ (۱۸)

سو اس کے مطابق بھنگ ، چرس ، اور افیون کی قلیل مقدار سے بھی احتراز لازم ہے۔ اسی

طرح نشہ کے ابتدائی محرکات جیسے نسوار، تمباکو اور سگریٹ سے بھی احتراز کرنا چاہیے تاکہ ان ابتدائی درجے کے نشے سے انسان زیادہ نشے کا عادی نہ بن جائے۔ سو ہمیں انفرادی سطح اور معاشرتی سطح پر ایسے بے فائدہ اور انسانی صحت کیلئے مضر اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۲) حکومتی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ :

سد الذرائع کے باب میں کثیر امور ایسے ہیں جن سے صرف حکومت کی سطح پر ہی استفادہ ممکن ہے ان امور کو ہم درج عنوانات کے تحت بیان کریں گے۔

i۔ مذہبی حوالے سے استفادہ

ii۔ معاشی و اقتصادی حوالے سے استفادہ

iii۔ ادبی و ثقافتی حوالے سے استفادہ

iv۔ قصاص و تعزیرات کے حوالے سے استفادہ

v۔ قانون شکنی سے بچاؤ کے حوالے سے استفادہ

vi۔ دہشت گردی کے خاتمے کے حوالے سے استفادہ

اب ہم ان عنوانات کے تحت تفصیلات کا تذکرہ کرتے ہیں :

i) مذہبی حوالے سے استفادہ

عصر حاضر میں مذہبی حوالے سے سد الذرائع سے استفادہ کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں :

فرقہ وارانہ تشدد سے بچنے کیلئے تبلیغ میں منفی انداز اپنانے کی ممانعت

علامہ محمود احمد آلوسی سورۃ انعام کی اس آیت :

"ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم" (۱۹)

(اور تم جن کی وہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں ان کو گالیاں مت دو (کہ ایسا کرنے سے وہ جواباً) اللہ تعالی کو جہالت کی وجہ سے گالیاں دیں گے۔)

کے تحت اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے ایک جاہل آدمی کے سامنے رافضیوں نے شیخین (صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ) کو گالیاں دیں سو وہ بڑا غضبناک ہوا اور اس نے جواباً حضرت علیؓ کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اس کے بعد اس آدمی سے پوچھا گیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے ان کو غصہ دلانے کیلئے ایسا کیا کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی اور چیز ان کو غصہ پر آمادہ نہیں کرتی۔ (۲۰)

آج کے دور میں اگر اہل بیت کے محبین اور صحابہ کرامؓ کے محببین اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کو گالیوں سے محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں خود کو گالیوں سے روکنا پڑے گا۔اسی طرح مختلف مکاتیب فکر کے اکابرین کو برا بھلا کہنے کی ممانعت ہونی چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے جواباً سخت طرز عمل فطری بات ہے جس کا نتیجہ تشدد اور منافرت ہے۔اس لئے اگر کسی کو کسی کی رائے سے کوئی اختلاف ہو تو وہ مثبت طریقے سے دلائل کا تذکرہ کرے۔علاوہ ازیں جملہ اختلافی مسائل کے حوالے سے تقریر و تحریر میں صرف مثبت انداز اپنانا چاہیے تاکہ کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔

فرقہ وارانہ تشدد کو کم کرنے کیلئے سدالذرائع کے اسی اصول کے مطابق تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۸ میں ہے:

Whoever, with the deliberate intention of wounding the religious feelings of any person, uttess any word or makes any sound in the hearing of that person or makes any gesture in the sight of that person.(21)

(جو کوئی جان بوجھ کر کسی آدمی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے کہ وہ اس کیلئے کوئی لفظ کہتا یا اس آدمی کو سنانے کیلئے کوئی آواز لگاتا ہے یا اس آدمی کے سامنے کوئی معنی خیز اشارہ کرتا ہے۔)

ایسا کرنے پر ایک سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔آپ کل اس قانون پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے قوانین کا سختی سے عملی نفاذ کیا جائے تاکہ فرقہ وارانہ تشدد اور منافرت میں کمی ہو۔

کفر و شرک کے فتووں سے اجتناب: فرقہ وارانہ تشدد کو کم کرنے کے حوالے سے ابھی ہم نے بیان کیا۔اس تشدد و منافرت کی بنیادی وجہ منفی انداز تبلیغ ہے اور اس کی آخری شکل عوامی اجتماعات میں کسی کیلئے کفر و شرک کے فتووں کا بے دریغ استعمال ہے حالانکہ اس کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ اگر کسی کی تحریر و تقریر کفریہ ہے تو اس کا باقاعدہ ثبوت غیر جانبدار علماء کی کمیٹی یا عدالت میں دیا جائے اور وہ مکمل تحقیق کر کے کسی فرد کے حوالے سے فتویٰ دیں اور اگر یہ معاملہ کسی جماعت کے حوالے سے ہو تو پھر بطور سفارش اسمبلی میں بھیج دیا جائے تاکہ وہاں اس پر مکمل بحث کر کے اس کو قانونی شکل دی جا سکے۔عوام الناس میں ایسی چیزیں زیر بحث نہیں آنی چاہیں۔

حدیث پاک میں ایسے انتہا پسندانہ انداز پر سخت وعیدان الفاظ میں بیان کی گئی ہے :

"ایماامری قال لاخیه کافرفقدباء بهااحدهماان کانه کماقال والارجعت علیه(۲۲)

(جس کسی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دو میں سے ایک کی طرف لوٹے گا اگر وہ کافر ہوا تو اس پر کفر کا اطلاق درست ہو گا ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔)

اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ لوگ کسی کو کافر کہنا مذاق نہ بنالیں بلکہ انتہائی تحقیق کے بعد کسی کے بارے میں ایسی بات کہیں۔ موجودہ حکومت کو اس حوالے سے سختی سے کنٹرول کرنا چاہیے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۸ کے عموم میں بھی اس کا شمار ہو سکتا ہے مگر بطور خاص اس حوالے سے قانون سازی ہونی چاہیے اور اس سے سخت سزا کا تعین ہونا چاہیے تاکہ مسلمان فرقہ وارانہ تشدد اور منافرت سے محفوظ ہو سکیں۔

گمراہ کن لٹریچر کا اتلاف یا اس پر پابندی: وہ کتب، رسائل اور اخبارات جن میں کتاب وسنت کے منافی تعلیمات کا ذکر ہو، ان کی اشاعت کی اجازت نہیں ہونی چاہیے بلکہ ان کو تلف کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں وہ لٹریچر جو مسلمانوں کیلئے ضرر رساں ہے اس کو بھی جلا دیا جائے۔ صحابہ کرامؓ نے محض امت میں اختلاف کے خدشے سے قرآن کے بقیہ تمام نسخے جلوا دیئے(۲۳)

سو آج کے دور میں جو لٹریچر چھپ چکا ہے اس حوالے سے حکومتی سطح پر غیر جانبدار علماء اور ماہرین کا بورڈ مقرر ہو جو اسلامی عقائد و تعلیمات کے خلاف عبارات کی حامل کتب، رسائل وغیرہ کی نشاندہی کرے اور اس میں حسب ضرورت ترمیم، پابندی یا تلف کی سفارش کرے۔ اس بورڈ کی سفارشات پر عمل درآمد میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے تاکہ دیگر لوگ فتنہ وفساد اور گمراہ کن خیالات سے محفوظ رہ سکیں۔ اس حوالے سے بنیادی ضوابط کا ذکر کر کے پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس ۱۹۶۰ء (Press & Publication Ordinance, 1960) کو جامع بنایا جا سکتا ہے۔

شرکیہ امور سے بچنے کیلئے قبور کی بناوٹ میں خلاف شریعت امور سے اجتناب :

قبور کی بناوٹ میں ہمیں تمام خلاف شریعت امور سے اجتناب کرنا چاہیے، جیسے :

i۔ سنت طریقہ کے مطابق قبر کی اونچائی صرف ایک بالشت ہونی چاہیے اور ایسی صورت میں قبر کو بوسہ دینے کے جواز کے قائلین کو بھی بوسہ سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ ایسی صورت میں بوسہ دینے کیلئے کافی جھکنا پڑتا ہے جس سے عام آدمی کو سجدہ

کا گمان ہو سکتا ہے اس لئے ان کو قبر سے دور فاتحہ کہنی چاہیے۔

ii۔ مزارات کے ساتھ مساجد کی تعمیر اس طرح ہو کہ مزارات قبلہ سمت میں نہ ہوں بلکہ دائیں یا بائیں یا پشت والی طرف رہ جائیں تاکہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا شائبہ بھی پیدا نہ ہو۔

سو حکومت کو سد الذرائع کے طور پر قبور کے حوالے سے ایسے اقدامات کرنے چاہیے جس کی وجہ سے کسی حرام یا شرکیہ امر کا شائبہ بھی باقی نہ رہے۔

خواتین کو زیارت قبور کی ممانعت

خواتین کو زیارت قبور سے درج ذیل وجوہات کی بنا پر منع کر دینا چاہیے:

i۔ کھلے سر ہونا اور باریک لباس پہننا

ii۔ زیورات اور خوشبو کا استعمال

iii۔ مردوں کے ساتھ اختلاط

iv۔ غیر شرعی حرکات اور بے صبری

آج کے دور میں خواتین کی زیارت قبور ان میں سے اکثر خرابیوں کا ذریعہ بنتی ہے اس لئے خواتین کو زیارت قبور کی حکومتی سطح پر ممانعت ہونی چاہیے، جیسے امام عینی فرماتے ہیں:

"ان زیارة القبورمکروھة للنساء بل حرام فی ھذاالزمان ولا سیمانساء مصر لان خروجھن علی وجه فیه الفساد والفتنة"(۲۴)

(خواتین کا قبروں کی زیارت کرنا مکروہ ہے بلکہ اس زمانے میں حرام ہے خصوصاً مصر کی خواتین کیلئے کہ ان کا باہر نکلنا فساد اور فتنہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔)

رسول اللہ ﷺ نے زیارت قبور کی ممانعت کو منسوخ فرمایا(۲۵) تو اس ممانعت کے حوالے سے علماء کے دو مؤقف ہیں۔

i۔ خواتین بھی اس حکم میں شامل ہیں اور انہیں بھی مردوں کی طرح زیارت قبور کی اجازت ہے۔

ii۔ دوسرا مؤقف یہ ہے کہ اس نسخ میں خواتین شامل نہیں ہیں یعنی ان کو زیارت قبور کی اجازت نہیں ہے۔ اس کی تائید میں ایک دوسری حدیث بھی پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کثرت کے ساتھ زیارت قبور کرنے والی خواتین پر لعنت بھیجی ہے۔(۲۶)

سو ان خرابیوں اور آج کے پر فتن دور جس میں خواتین کو مساجد میں جا کر باجماعت نماز

پڑھنے کا معمول بھی نہیں ہے۔ سدالذرائع کے مطابق دوسرے مؤقف کو ترجیح دیتے ہوئے زیارت قبور کی سخت ممانعت ہونی چاہیے وگرنہ حکومت کو ان خرابیوں سے بچنے کا باقاعدہ اہتمام کرنا چاہیے۔

راتوں کو طویل دورانیے کے پروگراموں پر پابندی: راتوں کو مذہبی اور غیر مذہبی طویل دورانئے کے پروگراموں پر پابندی ہونی چاہیے۔اس طرح کے تمام پروگراموں کے لئے نماز عشاء کے بعد دو' اڑھائی گھنٹے کا دورانیہ ہونا چاہیے کیونکہ عشاء کے بعد دیر تک رہنے والے پروگراموں کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی نماز فجر متاثر ہو سکتی ہے اور اس کی بنیاد وہ روایت ہے جس میں حضرت عمرؓ نے حضرت سلیمان کے بارے میں ان کی والدہ سے فجر کی نماز کی جماعت میں شامل نہ ہونے کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ رات بھر جاگ کر نفلی عبادت کرتے رہے۔ آخر شب میں غلبہ نیند کی وجہ سے ان کی آنکھ لگ گئی تو فرمایا:

''صلوٰة الصبح فی الجماعة احب الی من ان اقوم لیلة''(۲۷)

(رات کے قیام سے میرے نزدیک فجر کی باجماعت نماز زیادہ پسندیدہ ہے۔)

نوٹ:اس سے وہ راتیں مستثنٰی ہیں جن میں پوری راتیں جاگنے کی باقاعدہ فضیلت ہے مگر اس میں بھی یہ بات پیش نظر رہے کہ پوری رات جاگنے کے بعد فجر کی باقاعدہ ادائیگی کے بعد تقریب کا اختتام ہو تا کہ نماز فجر متاثر نہ ہو۔

ii)معاشی واقتصادی حوالے سے استفادہ

عصر حاضر میں معاشی واقتصادی حوالے سے سدالذرائع کے اصول سے استفادہ کے ضمن میں چند اہم امور حسب ذیل ہیں:

تعلیم وتربیت سے محرومی کا سبب بننے والی چائلڈ لیبر پر پابندی:

ایسی باقاعدہ چائلڈ لیبر جس کی وجہ سے بچے عام طور پر تعلیم وتربیت سے محروم ہو جائیں' پر پابندی ہونی چاہیے۔لیکن ان سے ان کی استعداد کے مطابق ایسی مشقت جو ان کی تعلیم وتربیت میں رکاوٹ نہ بنے' جائز ہے۔ استعداد سے بڑھ کر چائلڈ لیبر کے ممنوع ہونے کی دلیل ''لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا'' ہے(۲۸)

پاکستان کے قانون(Employment of children Act, 1991)میں بچوں

سے مشقت لینے کے ضوابط مقرر کیے گئے ہیں جیسے خطرناک کاموں سے اجتناب' بچے سے اس کی استعداد سے بڑھ کر کام اور لگاتار کام لینے کی ممانعت ہے تاکہ بچوں کی جان اور صحت کا تحفظ ہو سکے۔(۲۹)

خطرناک پیشوں میں چائلڈ لیبر میں قطعاً پابندی اور عام پیشوں میں بھی بچوں کی صحت اور آرام کی شروط کا لحاظ کیے بغیر چائلڈ لیبر ممنوع ہے۔اسی طرح ایسی لیبر جو بچوں کی بنیادی تعلیم وتر تیب سے محرومی کا سبب بنے وہ بھی سد الذرائع کے طور پر ممنوع ہونی چاہیے۔

قاتل کی مقتول کی انشورنس کے حصے سے محرومی :اگر کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کو اس لئے قتل کردے تاکہ وہ جلد اسکے انشورنس کے پیسوں میں سے حصہ دار بن جائے تو ایسی صورت میں اسے قانونی طور پر انشورنس سے محروم قرار دیا جائے گا کیونکہ قاتل کو محروم نہ کرنے کی صورت میں جلد مال کے حصول کیلئے دوسرے لوگوں کو قتل کرنے کی ترغیب ملے گی اور اس کی بنیاد وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا:

"القاتل لا یرث"(۳۰) (قاتل وارث نہیں ہوتا)

تعزیرات پاکستان دفعہ ۳۱۷ میں ہے:

Person committing qatl debarred from succession :-

where a person committing qatl-i-amd or qatl shilh -i-amd is an heir or a beneficiary under a will , he shall be debarred from succeeding to the estate of the victim as an heir or a beneficiary.(31)

قتل کا ارتکاب کرنے والا آدمی وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے جہاں ایک آدمی قتل عمد یا قتل شبہ عمد کا مرتکب ہو اور وہ وارث ہو یا وصیت کے تحت فائدہ اٹھانے والا ہو وہ مرنے والے کی جائیداد کے حصول سے ایک وارث یا فائدہ اٹھانے والے کی حیثیت سے محروم کر دیا جائے گا۔)

سو سد الذرائع کے اصول پر مبنی اس ضابطے کے مطابق مقتول کی جائیداد (بشمول انشورنس) سے قاتل محروم ہوگا۔ مگر ایسے ضابطوں کا باقاعدہ انشورنس لاز میں بھی تذکرہ ہونا چاہیے۔

مرض الموت میں طلاق کے باوجود بیوی کا وارث ہونا : صحابہ کرامؓ اور فقہائے عظام کے

مطابق اگر کوئی وراثت سے محروم کرنے کیلئے اپنی بیوی کو مرض الموت میں طلاق دے دیتا ہے تو وہ اس طلاق کے باوجود وراثت کی حقدار ہوگی حالانکہ اصولی طور پر طلاق کے بعد اس کو حقدار نہیں ہونا چاہیے تھا مگر سد الذرائع کے بنا پر ایسا فیصلہ کیا گیا۔ پاکستان میں یہ قانون رائج ہے:

Mutual rights of inheritance cease, except where the divorce was pronounced during the husband's death-illness in which case the wife's right to inherit continues until the expiry of her iddat(32)

طلاق سے وراثت کے باہمی حقوق ختم ہو جاتے ہیں سوائے اس کے جہاں طلاق خاوند کی مرض الموت کی حالت میں دی جائے۔ اس صورت میں بیوی کا حق وراثت اس کی عدت کے ختم ہونے تک قائم رہتا ہے۔

مرض الموت میں قرض کے اقرار کا عدم اعتبار: سد الذرائع کے اصول کے مطابق ورثاء کو حق تلفی سے بچانے کیلئے مرنے والے کا حالت مرض الموت میں کسی کے حق میں قرض کے اقرار کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر درج ذیل دو شرطیں پائی جائیں تو پھر تسلیم کیا جائے گا۔

Until after payment of debts acknowledged by the deceased while he was in health and of debts proved by other evidence.(33)

i۔ اس قرض کا میت نے اپنی صحت کے دوران اقرار کیا ہو۔

ii۔ وہ قرض جس کا دوسری شہادتوں کے ذریعے ثبوت ہو۔

اسی طرح کسی ایک وارث کے حق میں قرض کے اقرار کو بالکل تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

An acknowledgement of a debt made during death-illness in favour of an heir is no proof at all of the debt, and no effect can be given to it.(34)

حالت مرض میں کسی وارث کے حق میں قرض کا اقرار بالکل ثبوت تصور نہ ہوگا اور نہ ہی اس کو اس کا کوئی فائدہ دیا جائے گا۔

ان احکامات کی بنیاد بھی سد الذرائع ہے کہ ایسی صورتوں میں تمام ورثاء کو یا بعض کو نقصان پہنچانے کے ارادے کا قوی امکان ہو سکتا ہے۔

سد الذرائع اور پرائس کنٹرول: عام لوگوں کو ضروری اشیاء کی مناسب نرخوں پر فراہمی میں دشواری سے بچانے کیلئے پرائس کنٹرول کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر پرائس کنٹرول کے ساتھ

ساتھ کوالٹی کنٹرول بھی ہوتا ہے کیونکہ :

Different prices may be fixed for different localities or for different classes pr categories of any essential commodities.(35)

مختلف علاقوں یا مختلف بنیادی اجناس کی انواع واقسام کو دیکھ کر مختلف قیمتیں مقرر کی جاسکتی ہیں۔

اور پھر لوگوں کو ناجائز منافع خوری سے بچانے کیلئے زیادہ سے زیادہ قیمت کا تعین کر دیا جاتا ہے۔ پرائس کنٹرول ایکٹ ۱۹۷۷ء میں ہے :

No person shall sell or re-sell any essential commodity at a price higher than the maximum price so fixed.(36)

کوئی آدمی ضروری اشیاء کی زیادہ سے زیادہ مقرر شدہ قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت یا دوبارہ فروخت نہیں کرے گا۔

ناجائز منافع خوری کے علاوہ عہد فاروقی (۳۷) کی طرح بازار میں کم قیمت پر اشیاء کی فروخت کو بھی بطور خاص چیک کرنا چاہیے کیونکہ اس سے ذخیرہ اندوزی 'ملاوت اور کم ماپ تول جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

<u>ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے خلاف کاروائی</u>: لوگوں کو اشیاء ضروریہ کی عدم فراہمی جیسے اہم مسئلہ کے حل کیلئے ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ ایسے لوگوں کو بازار میں خریدوفروخت سے بھی منع فرمادیتے تھے (۳۸) تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اوراس گھناؤنے جرم سے بچیں۔

پاکستان میں بھی The Hording and Black Market Order,1956 کے تحت ذخیرہ اندوزی پر چھ ماہ سے لے کر سات سال تک قید اور جرمانے کی سزا ہے (۳۹) اس اصول کی بنیاد بھی سدالذرائع ہے تاکہ لوگوں کیلئے مشکلات کا سبب بننے والے ذریعہ کا خاتمہ کر دیا جائے۔

<u>پوست کی کاشت پر پابندی</u>: ۱۹۹۰ء سے حکومت پاکسان کی طرف سے صوبہ سرحد میں پوست کی کاشت پر پابندی ہے۔ پوست کی کاشت شرعاً منع نہیں ہے چونکہ سرحد میں عموماً پوست کے ذریعے نشہ آور چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ اس میں نقصان کا پہلو غالب ہے اوراس کے مقابلے میں اس کے مصالح کم ہیں۔ اس لئے سدالذرائع کے تحت حکومت کی یہ پابندی درست قرار پائے گی۔

نوٹ : ۲۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو روزنامہ جنگ میں صوبائی وزارت منصوبہ بندی کے مطابق امسال پوست کی کاشت بالکل ختم ہو جائے گی۔

iii۔ ادبی و ثقافتی حوالے سے استفادہ

ادبی و ثقافتی حوالے سے سد الذرائع کے اصول سے استفادہ کی چند ایک اہم امثلہ حسب ذیل ہیں :

فحش لٹریچر پر پابندی : نظم و نثر پر مشتمل فحش لٹریچر سد الذرائع کے طور پر پابندی اس لئے ضروری ہے تاکہ فحاشی عام نہ ہو۔ اسی لئے آج کل ہمارے ہاں ہر قسم کے فحش لٹریچر پر قانونی طور پر پابندی ہے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۲ میں ہے :

Sale, etc, of obsence books. etc. whoever

(a) sells,lets to hire,distributes,publicly exhibts or in any manner puts into circulation,or for purposes of sale.hire.distribution, public exhibition or circulation,makes,produces or has in his possession any obsecene book , pamphlet , paper , drawing , painting , representation or figure or any obscene object whatever(40)

ناشائستہ اور فحش کتب کو بیچنا وغیرہ۔ جو کوئی بھی ایسی کتب کو کرائے کیلئے بیچتا' تقسیم کرتا' عوامی سطح پر نمائش کرتا یا کسی اور طریقے سے اسے گردش میں لاتا ہے یا فروخت 'کرائے' فری تقسیم 'عوامی نمائش یا گردش کے مقاصد کیلئے تیار کرتا ہے یا اپنے پاس کوئی فحش کتاب' پمفلٹ' اخبار' ڈرائنگ' پینٹنگ' عرضداشت' تصویر یا کوئی اور فحش چیز۔ (رکھتا ہے)

اس کی خلاف ورزی پر بھی تین ماہ کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں مقرر ہیں۔ اس قانون سازی کے باوجود ہمارے ہاں فحش کتب رائج بھی ہیں مگر عملاً اس پر کوئی گرفت نہیں ہے۔

پرنٹ میڈیا میں عریاں تصاویر کی ممانعت :

اخبارات و رسائل میں عریاں اور بے پردہ تصاویر چھپنے سے کئی ایک خرابیاں لازم آتی ہیں :

i۔ بے پردگی اور مخفی زینتوں کا اظہار

ii۔ معاشرے میں غلط اقدار اور فحاشی کے عام ہونے کا ذریعہ

غیر ممالک میں ہونے والے مقابلہ ہائے حسن کی کوریج سے احتراز اور بالخصوص اس

میں شرکت کرنے والی لڑکیوں کی تصاویر چھاپنے کی ممانعت۔

ان امور سے اجتناب اس لئے بھی ضروری ہے کہ قرآن حکیم نے جاہلیت کے دور کی طرح کا دکھلاوا دکھانے سے منع فرمایاہ(۴۱)اس تبرج سے مراد یہ ہے:

☆ موتیوں سے جڑی قمیض پہن کر راستے کے درمیان چل کر اپنے آپ کو مردوں پر پیش کرنا۔

☆ قمیض دونوں اطراف سے ان سلی ہو۔

☆ ایسا باریک لباس جو جسم کو چھپاتا نہ ہو(۴۲)

☆ عورت اپنی زینت اور محاسن کو ظاہر کرے(۴۳)

آج اخبارات اور رسائل میں چھپنے والی تصاویر کے مقاصد اور ان تصاویر کی کیفیت ملاحظہ کریں تو یہ منظر شاید تبرج جاہلیت سے بھی بڑھ کر ہے۔اس لئے حکومت کو تعزیرات پاکستان دفعہ **۲۹۲** کا عملی اطلاق کرتے ہوئے اس فحاشی والے کام کو سختی سے روکنا چاہیے۔

نیم عریاں لباس اور بناؤ سنگھار کر کے خواتین کے گھر سے نکلنے پر پابندی:

امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ یہ بھی حکومت کا فرض ہے کہ وہ عورتوں کے بن ٹھن کر گھر سے نکلنے پر پابندی لگائے اور انہیں ایسا لباس پہننے سے روک دے جسے پہننے کے باوجود وہ ننگی دکھائی دیتی ہوں۔(۴۴)حضرت عمر فاروقؓ نے بھی اپنے عہد میں ایسا کرنے کی ممانعت فرمائی۔ اس حوالے سے پابندی نہ لگانے کی صورت میں معاشرے میں بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں اور خواتین کا یوں بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلنا گویا مردوں کو دعوت شہوت دینے کے مترادف ہے۔ سو سدالذرائع کے طور پر ایسی چیزوں کی پابندی ضروری ہے۔

خواتین کے اوپن مقابلہ جات کی ممانعت: سد لذرائع کے طور پر خواتین کیلئے کھیلوں کے اوپن مقابلہ جات کی پابندی ہونی چاہیے کہ اس سے کئی خرابیاں لازم آتی ہیں:

i۔ بے پردگی

ii۔ مخفی زینتوں کا اظہار

iii۔ مردوں کے ساتھ اختلاط

iv۔ بے پردگی کی حالت میں تصاویر

اس سے مقصود یہ نہیں کہ خواتین کو جسمانی تربیت اور تفریح سے محروم کر دیا جائے گا

بلکہ ان کیلئے ان ڈور مقابلہ جات کا اہتمام ہونا چاہیے۔

اوپن مقابلہ جات پر پابندی کا مقصود یہ ہے کہ ایسے تمام ذرائع کو ختم کر دیا جائے جو فتنہ وفساد کا باعث ہوں۔

مردوں اور عورتوں کی مخلوط مجالس کی روک تھام: امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ چیز بھی حکومت کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ وہ بازاروں' تنہائی کی جگہوں اور مردوں کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ میں عورتوں اور مردوں کے اختلاط کو ممنوع قرار دے۔(۴۵) امام مالک فرماتے ہیں :

> ''میری رائے یہ ہے کہ حکومت کے کارندے ان کاریگروں کی نگرانی کریں جہاں عورتیں اپنے کسی کام کاج کے سلسلے میں آکر بیٹھتی ہیں اور کسی کاریگر کے پاس کسی جوان عورت کو نہ بیٹھنے دیں البتہ میرے خیال میں بڑی عمر کی عورتیں وہاں بیٹھنے کی وجہ سے متہم نہیں ہو سکتیں اور نہ اس شخص کو متہم کیا جا سکتا ہے جس کے پاس وہ بیٹھتی ہیں۔(۴۶)

اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط فتنہ وفساد کی جڑ ہے اور یہ اختلاط عذاب عام کا بھی اسی طرح سبب بنتا ہے جس طرح عوام وخواص کے امور کے فساد کا سبب بنتا ہے اور یہ مخلوط مجالس فواحش اور بدکاری کا ذریعہ بنتی ہیں۔ سو سد الذرائع کے طور پر ایسی مجالس پر پابندی ہونی چاہیے۔

مخلوط نظام تعلیم سے اجتناب: سد الذرائع کے طور پر مخلوط مجالس کی ایک خاص صورت مردوں اور خواتین کی مخلوط تعلیم پر بھی پابندی ہونی چاہیے کہ اس سے بہت سے خرابیاں لازم آتی ہیں۔

i۔ بے پردگی

ii۔ اجنبی مردوں سے آشنائی

iii۔ اجنبی مردوں سے بات چیت

iv۔ اجنبی مردوں کے ساتھ تنہائی کے مواقع

اس لئے حکومت اپنے وسائل کا استعمال کرتے ہوئے تمام بڑے شہروں میں الگ خواتین یونیورسٹیز کا انتظام کرے تاکہ یہ مسائل پیدا نہ ہوں۔

فحش اور ہیجان انگیز گانوں کی ممانعت: ریڈیو' ٹی وی پر پیش کیے جانے والے بہت سے گانے فحاشی پھیلانے اور ہیجان پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے میں بہت سی برائیاں

جنم لیتی ہیں۔ڈاکٹر وہبہ زحیلی فرماتے ہیں :

"تحرم الاغانی المھیجۃ"(۴۷) (ہیجان پیدا کرنے والے گانے حرام ہیں)

ان فحش گانوں کی بجائے نعتیں' اچھی قوالیاں' ملی نغمیں' بہادری وشجاعت پر مشتمل نغمے اور اچھے مضامین پر مشتمل غزلیات ہونی چاہیں۔

فحش گانوں کے حوالے سے تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۴ میں ہے :

a) Does any olsecene act in any public place, or

b) sings, recites or utters any obscene songs, ballad or words, in or near any public place, (48)

کوئی شخص ناشائستہ حرکت کسی عوامی جگہ پر کرتا ہے یا گاناگاتا ہے یا کوئی فحش گانے' قصے' کہانیاں کسی عوامی جگہ یا اس کے قریب سناتا ہے۔

اس کی سزا تین ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں۔اس قانون پر آج کل بالکل عمل نہیں ہو رہا ہے۔اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قانون کا عملی نفاذ ہو۔

بسنت اور شادی کے مواقع پر اذیت ناک فائرنگ پر پابندی:بسنت 'شادی اور دیگر مواقعوں پر لوگ بہت زیادہ ہوائی فائرنگ کرتے ہیں۔اس بے تحاشا فائرنگ سے جہاں طلبہ' کمزوروں اور مریضوں کو تکلیف ہوتی ہے وہاں جانی اور مالی نقصانات کا ذریعہ بھی بنتی ہے جیسا کہ یہ بات آئے روز مشاہدات میں آتی رہتی ہے ۔سو سدالذرائع کے طور پر ایسے مواقعوں پر اور بالخصوص بسنت پر فائرنگ پر عملاًپابندی ہونی چاہیے۔

پاکستان آرمز آرڈیننس ۱۹۶۵دفعہ B-11 کے مطابق اجتماعات 'مذہبی وسیاسی تقاریب اور میلوں میں اسلحہ لے جانا اور اس کی نمائش ممنوع ہے اور پھر دفعہ ۱۴۴ کے مطابق متوقع خطرہ (Apprehended Danger) کے پیش نظر ایسے مواقعوں پر ہوائی فائرنگ پر پابندی لگائی جاسکتی ہے۔وفاقی حکومت کے خط مورخہ یکم مارچ ۲۰۰۰ء کے مطابق ۱۹۶۵ء کے قانون پر عمل در آمد کو یقینی بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔الیکٹرانک میڈیا پر حکومتی اعلان کے مطابق اس کا اطلاق بسنت اور شادی کی تقریبات پر بھی ہوگا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ان قوانین پر سختی سے عمل کیا جائے۔

لاؤڈ سپیکر کے بے جا استعمال پر پابندی اور اس کا عملی نفاذ:سدالذرائع کے طور پر

حکومت لاؤڈ سپیکر کے بے جا استعمال کی ممانعت کی ہے۔ لاؤڈ سپیکر اور ایمپلی فائر ایکٹ ۱۹۶۵ کے مطابق درج ذیل مقامات پر اس کے استعمال کی ممانعت ہے :

i۔ رہائشی اور عوامی جگہوں میں اس کا اس انداز سے استعمال جو لوگوں کیلئے تکلیف کا باعث ہو۔

ii۔ نماز کے اوقات میں عبادت گاہوں کے قریب، ہسپتال، تعلیمی اداروں اور عدالتوں کے گردونواح

iii۔ مسجد، مندر، گرجے یا دیگر عبادت گاہوں میں اتنی آواز میں لاؤڈ سپیکر چلانا کہ وہ بات باہر سنی جائے۔

iv۔ کسی پبلک اور پرائیویٹ جگہ میں فرقہ وارانہ اختلافی بحث اس انداز میں کرنا جو لوگوں کو پریشان کرنے کا سبب ہو اور باہر سنی جا سکتی ہو۔

ہاں اس میں استثنائی صورت کا بیان اس طرح ہے :

Nothing in this section shall be applicable to the use of loudspeakers or second amplifiers for the purpose of Azan, prayes, or of khutba delivered on fridays or at the time of Eid prayeres in a moderate tone. (49)

یہ سیکشن اذان، نماز یا جمعہ کے روز دیے جانے والے خطبے یا عید کی نمازوں کے دوران مناسب آواز کے ساتھ لاؤڈ سپیکر یا چھوٹے ایمپلی فائر (میگافون) کے استعمال پر لاگو نہیں ہو گا۔

پھر اس کی خلاف ورزی پر ایک ماہ تک قید یا دو سو روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس استثنائی صورت میں بھی Moderate Tone (مناسب آواز) کے ساتھ مشروط اجازت ہے۔

اگرچہ اس کا استعمال فی نفسہ جائز ہے مگر اس سے طلبہ کی پڑھائی بھی متاثر ہوتی ہے، مریضوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور تلاوت قرآن مجید و دیگر عبادات میں مشغول لوگوں کو بھی دشواری ہوتی ہے۔ اسی طرح آرام کرنے والے لوگوں کے آرام میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔ لہذا لاؤڈ سپیکر کا استعمال مذہبی و غیر مذہبی تقریبات میں ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے اور اس کے استعمال کا بنیادی مقصد شریک مجلس لوگوں تک آواز پہنچانا ہونا چاہیے۔

ہمارے ہاں دفعہ ۱۴۴ کے تحت بھی کئی بار اس کے بے جا استعمال پر پابندی لگائی گئی مگر اس پر عمل کم ہی ہوا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس حوالے سے مستقل قانون کا عملی نفاذ کیا جائے۔

مغربی تہذیب کو اپنانے سے احتراز:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من تشبه بقوم فهو منهم"(۵۰) جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا۔

سو سد الذرائع کے طور پر ان سے ظاہری مشابہت سے منع فرمایا کہ یہ باطنی مشابہت کا ذریعہ بنتی ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو بھی اسلامی روایات کو اپنانا چاہیے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں اس کی ترویج ہونی چاہیے اور اس کی صورت یہی ہے کہ الیکٹرانک میڈیا پر کام کرنے والے لوگ اسلامی اور ملکی تہذیب و ثقافت کو اپنائیں تاکہ لوگ بھی لباس اور انداز معاشرت میں اسی تہذیب کو اپنائیں۔

اس سے لوگوں میں اپنی تہذیب و ثقافت کو اپنانے میں فخر محسوس ہوگا اور وہ فحاشی و عریانی کے پروگراموں کو اپنی ثقافت قرار نہیں دیں گے اور نہ ہی مغربی تہذیب کی اقتداء کی کوشش کریں گے۔

iv۔ قصاص و تعزیرات کے حوالے سے استفادہ

عصر حاضر میں قصاص و تعزیرات کے باب میں بھی سد الذرائع کے اصول سے استفادہ ممکن ہے۔ اس حوالے سے بعض امور حسب ذیل ہیں:

ایک آدمی کی جان اور اعضاء کے قصاص میں جماعت سے بھی قصاص

صحابہ کرامؓ اور فقہاء کے فیصلے کے مطابق ایک آدمی کے قتل میں ایک جماعت کو قتل کیا جا سکتا ہے حالانکہ اصول قصاص مساوات کا تقاضا کرتا ہے مگر کسی خون کے رائیگاں کرنے کی بجائے سد الذرائع کے طور پر جماعت کو قصاصاً قتل کا حکم دیا گیا۔(۵۱) کہ اس سے زیادہ زجر و توبیخ ہوگی جو کہ قصاص کا مطلوب و مقصود ہے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر چند آدمی مل کر کسی آدمی کا کوئی عضو ضائع کر دیتے ہیں تو بدلے کے طور پر ان ساروں کا وہ عضو ضائع کیا جائے گا تاکہ آئندہ جرم کے لئے اجتماعی صورت اختیار نہ کی جائے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ ۳۰۲ میں ہے:

when a criminal act is done by several persons, in furtherance of the common intention of all, each of such persons is liable for that act in the same manner as if it were done by him alone.(52)

جب کئی افراد سے کوئی جرم سر زد ہو اور وہ مشترکہ ارادہ میں شامل ہوں تو ان میں سے ہر ایک آدمی اس جرم پر ایسی سزا کے لائق ہیں جیسے ایک آدمی کے کرنے پر ہوتی۔

منصوبہ بندی کے ساتھ حلالہ پر تعزیری سزا

رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کیلئے حلالہ کیا گیا (دونوں) پر لعنت بھیجی ہے (۵۳) اور حضرت عمر فاروقؓ نے ایسے آدمیوں کو رجم کی سزا دینے کا عزم کیا (۵۴) گویا فاروق اعظمؓ نے منصوبہ بندی کے ساتھ حلالہ کو زنا اور بدکاری شمار کیا اور اس پر سزا کا اعلان فرمایا تاکہ لوگ احکام شریعت کو مذاق نہ سمجھیں۔

عصر حاضر میں بھی اس سے استفادہ کرتے ہوئے قانون سازی ہونی چاہیے تاکہ برائی کے ان ذریعوں کا سدباب کر دیا جائے اور اس کی خلاف ورزی پر سخت تعزیری سزا مقرر ہونی چاہیے۔

شروط کے بغیر نکاح متعہ کا سہارا لینے پر بھی سزا: آج کل پاکستان جیسے اسلامی ملک میں طوائفیں بدکاری کے اڈے چلاتی ہیں اور ایک خاص مکتب فکر سے اپنا تعلق ظاہر کر کے اس کی اجازت مانگتی ہیں۔ حکومت کو ایسے حالات میں نکاح متعہ کے بارے میں مختلف مکاتب فکر کے غیر جانبدار علماء کے بورڈ سے فیصلہ کرانا چاہیے کہ یہ حکم منسوخ ہے تو اس پر بالکل عمل نہ کیا جائے جیسا کہ اہل سنت کی کتب میں ہے کہ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں:

"ان رسول اللہ ﷺ نھی عن متعة النساء" (۵۵) (بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمادیا)

اسی طرح حضرت ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر تین دن متعہ کی اجازت دی تھی اور پھر فرمایا اب اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے اس کو حرام قرار دیا ہے (۵۶) فقہ جعفریہ کی مشہور کتاب الاستبصار میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ:

"حرم رسول اللہ ﷺ لحوم الحمر الاھلیة ونکاح المتعة" (۵۷) (رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں اور نکاح متعہ کو حرام فرمادیا۔)

اس کے باوجود اگر جعفریہ کے ہاں دیگر روایات کے پیش نظر اس کے جواز کا عقیدہ ہے تو پھر بھی اس کی حدود و قیود کا تعین ضروری ہے تاکہ اس کا غلط استعمال نہ ہو۔

ا۔ اس کا اطلاق کون سے مجبوری والے حالات میں ہوتا ہے؟ اس کا باقاعدہ تعین کیا جائے

اور عمومی حالات میں ناجائز ہو۔

ii۔ جواز کی صورت میں بھی درج ذیل شروط کو ترجیح دیتے ہوئے ان کو پورا کیا جائے۔

☆ اس کیلئے مہر اور وقت کا تعین کرنا (۵۸)

☆ اس عورت کا عدت گزارنا جو کہ حضرت ابو جعفر (امام باقر) کے ہاں ۴۵ دن ہے (۵۹)

☆ بچہ ہونے کی صورت میں حق وراثت جاری ہونا جیسا کہ محمدن لاء میں شیعہ لاز کے تحت تذکرہ ہے:

But children conceived while it exists are legitimate and capable of inheriting from both parents.(60)

مگر اس دوران ہونے والے بچے جائز تصور ہوں گے اور وہ والدین سے وراثت کے حق دار ہونگے۔

☆ فاجرہ عورت سے متعہ نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت ابوالحسن علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اذاكانت مشهورة بالزنافلا يتمتع منهاولا ينكحها" (٦١) (جب وہ زنا کے حوالے سے مشہور ہو تو نہ اس سے متعہ کرے اور نہ نکاح

ان مذکورہ بالا شروط کو پورا کرنے کیلئے باقاعدہ نکاح کی طرح حکومتی اندارج ضروری ہے تاکہ نسب اور وراثت کا تعین ہو سکے۔ان شروط کی روشنی میں بازار حسن میں اس کے استعمال کا کوئی جواز نہیں رہتا کیونکہ بغیر کسی قید کے اس کا جواز زناکاری کا دوسرا نام ہے۔اس لئے سدالذرائع کے طور پر شروط کے بغیر نکاح متعہ پر پابندی ہونی چاہیے تاکہ رضامندی کے ساتھ زناکاری کا مستقل جواز پیدا نہ ہو جائے۔

v۔ قانون شکنی سے بچنے کیلئے سدالذرائع سے استفادہ

قانون شکنی سے بچنے کے حوالے سے عصر حاضر میں سدالذرائع کے اصول سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔اس حوالے سے سدالذرائع کے اصول کا عملی اطلاق انتہائی اہمیت اختیار کر جاتا ہے اس ضمن میں چند اہم امور قابل توجہ ہیں:

<u>غیر مساویانہ تقسیم دولت پر پابندی</u>: ہمارے ہاں زندگی میں آدمی کو اپنی جائیداد اولاد میں تقسیم کرنے کی اجازت ہے اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔بسا اوقات اولاد میں کسی کو کم اور کسی کو زیادہ اور بعض کو بالکل محروم کر دیا جاتا ہے جیسے خواتین کو عام طور پر محروم کر دینے کا رواج ہے۔اپنی زندگی میں ہی تقسیم دولت کے معمول سے قانون میراث بالکل بے اثر ہو جاتا ہے۔اس

سے اولاد کے مابین رنجشیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔اس لئے اس تقسیم دولت پر پابندی ہونی چاہیے ہاں اگر کوئی غیر معمولی حالات ہوں تو دیگر ورثاء کی رضامندی سے کسی خصوصی استحقاق رکھنے والے جیسے معذور' طالب علم کو زندگی میں بھی جائیداد دینے کی اجازت ہونی چاہیے مگر یہ معاملہ استثنائی ہو اور ساری اولاد کی رضامندی کے ثبوت کے ساتھ عدلیہ سے اس کی اجازت ملنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت نعمان بن بشیر کو اپنی اولاد کے مابین غیر مساویانہ تقسیم پر فرمایا تھا کہ میں ظلم وزیادتی پر گواہ نہیں بن سکتا۔(٦٢)اس لئے قانون میراث کے تحفظ اور بعض اولاد کو ظلم وزیادتی اور اس سے ان کو باہمی بغض وکینہ سے نجات دلانے کیلئے سد الذرائع پر عمل کرتے ہوئے زندگی میں غیر مساویانہ تقسیم دولت کی پابندی ضروری ہے۔

ٹیکسز کے نظام کو ناکامی سے بچانے کیلئے زندگی میں جائداد کی منتقلی کی ممانعت

اسلامی حکومت کے تحت رہنے والے باشندوں پر زکوٰۃ کے علاوہ دیگر ٹیکسز بھی لگائے جاتے ہیں جیسے زرعی ٹیکس' پراپرٹی ٹیکس' انکم ٹیکس وغیرہ مگر لوگ ان ٹیکسز سے بچنے کیلئے اپنی جائیداد کو اپنی زندگی میں ہی اپنی اولاد میں تقسیم کر دیتے ہیں جیسے حکومت نے ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پر زرعی ٹیکس لگایا مگر زمیندار نے اگلے ہی روز اپنی سولہ ایکڑ زمین کو اپنے دونوں بیٹوں کے مابین آٹھ آٹھ ایکڑ میں تقسیم کر دیا اور زرعی ٹیکس سے بچ گیا۔یوں کسی اسلامی حکومت کا مالیاتی ڈھانچہ متاثر ہوتا ہے اور ٹیکس کا نظام ناکام ہو جاتا ہے۔اس لئے حکومت انسان پر اپنی زندگی میں مساویانہ تقسیم کے باوجود اس امر جائز پر پابندی لگا سکتی ہے اور بعض اوقات زندگی مین تقسیم کار کے وقت غیر مساویانہ سلوک بھی کیا جاتا ہے جو کہ ویسے بھی درست نہیں ہے۔زندگی میں تقسیم پر پابندی کے نتیجے میں وفات کے بعد اسلامی قانون کے مطابق وراثت تقسیم ہو جائے گی۔اس پابندی کی بنیاد یہ حدیث پاک ہے :

"ولا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیة الصدقة"(٦٣) اور صدقے سے بچنے کیلئے متفرق چیزوں کو جمع نہ کیا جائے اور اکٹھی چیزوں کو جدا نہ کیا جائے۔

اسی پر قیاس کرتے ہوئے ٹیکسز سے بچنے کیلئے بھی جائیداد کو تقسیم کرنا درست نہیں ہے۔

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کیلئے ڈیکلریشن دینے اور مختلف حیلے اختیار کرنے کی ممانعت

آج کل بہت سے لوگ بنک میں ڈیکلریشن دیتے ہیں کہ ان کا تعلق فلاں گروہ سے ہے تاکہ وہ زکوٰۃ سے بچ سکیں۔اسی طرح زکوٰۃ سے بچنے کیلئے دیگر حیلوں کو بھی اختیار کرتے ہیں۔جیسے

بعض اوقات زکواۃ کی کٹوتی کے دنوں سے پہلے پیسے نکلوا لیے جاتے ہیں۔ اور پھر ہمارے ہاں زکوٰۃ کی کٹوتی کا کوئی لازمی نظام نہیں ہے۔ جو اپنی مرضی سے بینک میں پیسے رکھے اس کے پیسے کاٹے جاتے ہیں وگرنہ کوئی زکوٰۃ دے یا نہ دے' حکومت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں میں "والعاملین علیھا" (٦٤) کے بیان کے مطابق یہ حکومت کی ذمہ داری ہے جیسا کہ عہد رسالت مآب ﷺ اور خلافت راشدہ کے ادوار میں بھی عاملین باقاعدہ زکوٰۃ وصول کرتے تھے۔

حدیث پاک کے مطابق زکوٰۃ سے بچنے کیلئے متفرق مال کو اکٹھا کرنے اور اکٹھے مال کو جدا جدا کرنے سے منع کیا گیا ہے (٦٥) سو زکوٰۃ سے راہ فرار اختیار کرنے کے صورتوں سے منع فرما دیا گیا کیونکہ ان کی اجازت کی صورت میں اسلام کے ایک اہم رکن سے گریز کرنے کا رجحان پروان چڑھ سکتا ہے۔ صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد میں زکواۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک عہد رسالت مآب ﷺ میں بکری کی ایک رسی (حقیر رقم) بھی زکواۃ کے طور پر دینے والے شخص نے زکواۃ دینے سے انکار کیا تو میں اس کے خلاف بھی جہاد کروں گا کیونکہ ایسی رعایت دینے کی صورت میں غلط رجحان پیدا ہو گا اور لوگ دیگر ارکان اسلام کے بارے میں بھی رعایت مانگیں گے۔

<u>عدالتوں میں لو میرج کی ممانعت</u>: آج کل بعض خواتین اپنے خاندان اور والدین کو درمیان میں لائے بغیر مردوں سے آشنائی پیدا کر کے نکاح کروانے کیلئے عدالت میں پہنچ جاتی ہیں۔ ایسے نکاحوں کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہ صورت صرف اس وقت ہی ممکن ہوتی ہے جب کہ نکاح سے پہلے ان کی باہم آشنائی ہو اور قرآن حکیم نے اس کی ممانعت کی ہے۔ ایک مقام پر "ولا متخذات اخدان" (٦٦) فرما کر عورتوں کو ایک اور مقام پر "ولا متخذِی اخدان" (٦٧) فرما کر مردوں کو آشنائی سے منع کیا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں (٦٨) کا تقاضا بھی پورا کرنا چاہیے اور والدین کی پسند ناپسند اور مرتبے کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے اور والدین کو بھی چاہیے کہ وہ بیٹے اور بیٹی سے ان کی رائے پوچھیں اور ان پر محض اپنی رائے مسلط نہ کریں تاکہ اس افراط و تفریط کا غلط نتیجہ لو میرج کی شکل میں نہ نکلے۔

سو شریعت کا مقصد یہ ہے کہ والدین کی رضامندی' لڑکے اور لڑکی کی رضامندی' گواہ' ولیمہ' اعلانیہ نکاح اور اس کا دف وغیرہ سے باقاعدہ اعلان ہو۔ اس پورے نظام سے انحراف

کے حالات پیدا نہیں کرنے چاہیے اور نہ ہی لو میرج والا نکاح درست قرار پانا چاہیے۔

اگر اس طرح کے نکاحوں کو جائز قرار دیا جائے تو اس سے اجنبی مردوں اور عورتوں کے مابین شناسائی اور اس کے نتیجے میں مختلف مسائل معاشرے میں بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔

رشوت کے خاتمے کیلئے جج کے تقرر کے وقت خاص شروط کا لحاظ

رشوت کے خاتمے کیلئے جج کے تقرر کے وقت چند ایک اہم امور کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے جیسا کہ عہد فاروقی میں عدلیہ کو رشوت سے بچانے کیلئے باقاعدہ اہتمام کیا گیا' وہ امور درج ذیل ہیں :

i۔ زیادہ تنخواہیں مقرر کرنا۔

ii۔ قاضی کا دولت مند اور معزز ہونا۔

iii۔ تجارت کی ممانعت۔(۶۹)

آج کے دور میں جج کو رشوت سے بچانے کیلئے سد الذرائع کے طور پر ان اقدمات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ عصر حاضر میں ان تین شروط کے ساتھ اگر کسی کو جج متعین کیا جائے تو موجودہ کرپشن سے کافی حد تک نجات حاصل ہو سکتی ہے اور عدلیہ کو رشوت کے ذرائع سے محفوظ رکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اگر یہاں رشوت ہو تو پھر کسی اور شعبے سے رشوت کو ختم کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

رشوت کے سدباب کیلئے جج اور دیگر آفیسرز کو تحائف لینے کی ممانعت

عہد رسالت مآب ﷺ میں بھی عمال کیلئے تحائف لینے کی ممانعت تھی(۷۰) پھر عہد فاروقی میں بھی اس پر باقاعدہ عمل کیا گیا وہ اس طرح کی تحائف والے سامان کو بیت المال میں داخل کروا دیا گیا(۷۱) تعزیرات پاکستان دفعہ ۱۶۱ میں ہے۔

whoever being or expecting to be public servent , accepts or obtains, or agrees to accept, or attempts to obtain from any person, for himself or for any other person, any gratification whatever, other than legal remuneration, as a motive or reward for doing or forbearing to do any official act or for showing or forbearing to show, in the exer-

cise of his official functions, favour or disfavour to any person or for rendering or attempting to render any service or disservice to any person, with the central or any provincial Government or Legislature, or with any public servant, as such, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years, or with fine, or with both.(72)

اگر کوئی سرکاری ملازم یا متوقع سرکاری ملازم اپنے لیے یا کسی دوسرے کیلئے قانونی معاوضہ کے علاوہ کسی بھی قسم کا کوئی معاوضہ قبول کرتا ہے یا حاصل کرتا ہے یا قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کرتا ہے یا اپنے لئے یا کسی اور کیلئے کسی بھی قسم کا معاوضہ کسی بھی شخص سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کا مقصد سرکاری کام کرنا یا کرنے سے منع کرنا ہو یا سرکاری فرائض کی انجام دہی میں کسی شخص کیلئے حمایت یا مخالفت ظاہر کرنا یا کسی مرکزی یا صوبائی حکومت یا مقننہ کا ملازم یا کسی بھی طرح کے ملازم کا کسی شخص کیلئے خدمت انجام دینا یا انجام دینے کی کوشش کرنا یا اس کے برعکس۔ تو ایسے شخص کو تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

عدلیہ کے ذمہ داران اور دیگر اعلیٰ آفیسرز کو اپنے ان خاص عزیز و اقارب 'جن کے ساتھ تحائف کا تبادلہ اس عہدے پر فائز ہونے سے پہلے جاری تھا' کے علاوہ تحائف لینے پر عملی پابندی لگائے جائے۔ ان ججز اور آفیسرز کو ان کے بیٹوں کی ولادت' سالگرہ اور شادیوں کے نام پر بیش قیمت تحائف دے جاتے ہیں۔ وہ کبھی پلاٹس کی شکل میں ہوتے ہیں کبھی سواری کی شکل میں اور کبھی قریبی لوگوں کی ملازمت کی صورت میں۔ یہ تحائف رشوت کا دوسرا نام ہیں۔ اس کی سختی کے ساتھ بیخ کنی ہونی چاہیے اور جائیداد کی شکل میں حاصل ہونیوالے تحائف کو بیت المال میں شامل کردیا جائے۔ یہاں زیادہ اس لئے بھی ضرورت ہے کہ یہاں رشوت سے صرف قانون ہی نہیں بلکہ قانون کی تشریح کرنے والا اور قانون کے مطابق فیصلے کرنے والا ادارہ عدالیہ تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

رشوت کے سدباب کیلئے پولیس آفیسرز کیلئے بھی خصوصی اقدامات کی ضرورت

عدلیہ کی طرح پولیس آفیسرز کی بھرتی کیلئے اور دوران سروس خاص شروط کا لحاظ

کرنا ضروری ہے :

i۔ ان کی تنخواہیں معقول ہوں۔

ii۔ ان کا دولت منداور معزز گھرانوں سے تعلق ہو۔

iii۔ ان کو عام تجارت کی اجازت نہ ہو۔

iv۔ ان کیلئے تحائف کی پابندی ہو۔

ہمارے ہاں قتل جیسے جرم میں اے ایس آئی اور ایس ایچ اول تفتیشی آفیسر ہوتا ہے جس کی تنخواہ میں اہل وعیال تو درکنار اس کا اپنا گزارہ بھی مشکل ہو ان حالات میں اس سے عدل وانصاف کی امید رکھنا بے سود ہے۔

یہ محکمہ پولیس قانون نافذ کرنے والا ادارہ ہے۔عدلیہ کی طرح اس کو بھی کرپشن سے پاک کرنا انتہائی ضروری ہے۔ سد الذرائع کے طور پر عصر حاضر میں پولیس کو رشوت سے محفوظ رکھنے کیلئے بنیادی چیز یہی ہے کہ ان کی تنخواہ معقول ہو تاکہ ان کو بالائی رقم کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو اور اس کے بعد رشوت لینے پر انہیں انتہائی سخت سزا دی جائے اور اس سزا کا سلسلہ اوپر سے شروع ہو اور پھر رشوت کے بالکلیہ سدباب کیلئے ہر قسم کے ہدایا اور تحائف لینے کی بھی عملی ممانعت ہونی چاہیے جیسا کہ مذکورہ بالا تعزیرات پاکستان دفعہ ۱۶۱ میں موجود ہے۔

vi۔ دہشت گردی کے خاتمے کے حوالے سے استفادہ

عصر حاضر میں دہشت گردی کے خاتمے کے حوالے سے سد الذرائع کے طور پر اقدامات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں ان اقدامات کا تذکرہ حسب ذیل ہے :

غنڈہ گردی کو رواج دینے والے ہتھیاروں کو لے کر چلنے کی ممانعت

عصر حاضر میں دہشت گردی اور فتنہ وفساد سے بچنے کیلئے پیشگی قدم اٹھاتے ہوئے عملی طور پر غنڈہ گردی کو رواج دینے والے ہتھیاروں کو لے کر چلنے کی عملی ممانعت ہونی چاہیے۔اس حوالے سے حدیث پاک بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد یا ہمارے بازار سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہو تو اس کے پیکان کو تھام لے تاکہ کسی مسلمان کو خراش نہ آئے (۷۳)

پاکستان آرمز آرڈیننس ۱۹۶۵ میں ہے :

No person shall go armed with any arms except

under a licence(74)

کوئی آدمی لائسنس کے علاوہ کسی اسلحہ کے ساتھ مسلح ہو کر نہیں جاسکتا۔

اس آرڈیننس کی شق B-11 کا عنوان اس طرح ہے۔

Prohibtion of keeping, carrying or displaying arms.(75)

اسلحہ رکھنا' لے جانا یا اس کی نمائش کی ممانعت

اس کے مطابق درج ذیل مقامات پر نمائش اسلحہ کی ممانعت ہے :

i۔ تعلیمی اداروں کی عمارات' ہوٹلز' رہائشی مکانات۔

ii۔ میلے' اجتماعات' مذہبی' سیاسی تقاریب' مذہبی و مسلکی اجتماعات' عدالتوں کی عمارات۔

۱۹۶۵ء کے اس قانون کے مطابق نمائش اسلحہ پر سات سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ سد الذرائع پر مبنی اس قانون پر سختی سے عمل کی ضرورت ہے' جیساکہ حکومت نے یکم مارچ ۲۰۰۰ء سے اس پر عمل در آمد کا اعادہ بھی کیا ہے۔

دہشت گردی کے دور میں اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی

آج کے پر فتن اور دہشت گردی میں سد الذرائع کے طور پر اسلحہ کی خرید و فروخت پر مکمل پابندی لگا دینی چاہیے تاکہ دہشت گردی کے اس اہم ذریعہ کو ختم کر دیا جائے تاکہ ایسی صورت حال میں دہشت گردوں سے اسلحہ لینا بھی ضروری ہے۔ اس ضمن میں فرمان رسول ﷺ بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے :

"نهى رسول الله ﷺ عن بيع السلاح في الفتنة"(۷۶) رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کی دور میں اسلحہ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔

عصر حاضر میں دہشت گردی کے خاتمے کیلئے اس اصول سے استفادہ کرتے ہوئے اسلحہ کی فروخت پر مکمل پابندی ضروری ہے۔ پاکستان آرمز آرڈیننس ۱۹۶۵ء میں ہے :

Unlicensed sale and repair prohibited. (77)

بغیر لائسنس کے اسلحہ کی خرید و فروخت اور مرمت ممنوع ہے۔ اس قانون پر سختی سے عمل در آمد کی ضرورت ہے بلکہ سب غیر قانونی اور قانونی اسلحہ واپس لینے کے بعد ہر قسم کے اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی کی ضرورت ہے۔

دہشت گردی کے دورِ عروج میں اسلحہ سازی پر پابندی

دہشت گردی کے دور میں اسلحہ کی خرید وفروخت کی ممانعت تو نص سے ثابت ہے مگر سد الذرائع کے اصول کے پیش نظر دہشت گردی کے عروج کے دور میں حکومت کو اسلحہ سازی پر بھی پابندی لگانی چاہیے تاکہ دہشت گردی کو جڑ سے ختم کیا جاسکے۔ہاں فوج اور دیگر انتظامی اداروں کیلئے اسلحہ سازی ضرورت کے پیش نظر اس پابندی سے مستثنی ہوگی۔

دہشت گردی کا خاتمہ اور ڈبل سواری پر پابندی

۱۹۹۷ء میں پاکستان میں دہشت گردی کی عام وارداتیں موٹر سائیکل سواروں نے کیں۔ حکومت نے سد الذرائع کے طور پر موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی لگادی۔ ہمارے خیال میں حکومت کے اس اقدام کے باوجود بعض اوقات موٹر سائیکل سواروں اور بعض اوقات کاروں پر بھی دہشت گردی کی وارداتیں ہوئیں۔اگرچہ اس میں تھوڑی کمی ہوئی مگر عام لوگوں کو سواری کے اعتبار سے بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور پھر محکمہ پولیس کی اس حوالے سے رشوت ستانی کی وجہ سے شریف شہریوں کی دشواریوں میں اوراضافہ ہوا۔

اس کی بجائے بہتر یہ ہوتا کہ غیر قانونی اسلحہ آہنی ہاتھوں سے واپس لیا جاتا اور اسلحہ کی خرید وفروخت بالکل ختم کردی جاتی۔ یہ عمل ڈبل سواری پر پابندی کی نسبت زیادہ مؤثر ہوتا جیسے اس حوالے سے ابھی بیان ہوا اور پھر ڈبل سواری جیسے اقدامات چند دنوں کیلئے ہنگامی حالات کے طور پر ہوں تو اتنے حرج والی بات نہیں مگر سالہا سال ایسی پابندی کا کوئی جواز نہ تھا۔

متوقع خطرات سے بچنے کیلئے ہنگامی اقدامات

کتاب وسنت کی نصوص اور دیگر دلائل سے جب سد الذرائع کے طور پر بعض اوقات مستقل اقدامات کی اجازت ہے تو متوقع خطرات سے بچنے کیلئے ہنگامی اقدامات کا بدرجہ اولی ثبوت ملتا ہے۔ علاوہ ازیں ہنگامی اقدامات کی باقاعدہ امثلہ بھی موجود ہیں۔

پاکستان کے قوانین میں دفعہ ۱۴۴ بھی انہی متوقع خطرات سے بچنے اور اس کے لئے ہنگامی اقدامات کرنے سے عبارت ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کو جس باب کے تحت ذکر کیا گیا ہے اس کے الفاظ اس طرح ہیں :

Temporary orders in urgent cases of nuisance or apprehended danger(78)

ہنگامی تکلیف دہ امور یا متوقع خطرہ میں عارضی احکامات

اس دفعہ کے اختیار کے حوالے سے یہ الفاظ ہیں :

The key-note of the power in section 144 is to free the society from nuisance of serious disturbances of a grave character and the section is directed against those who attempt to prevent the exercise of legal rights by others or imperil the public safety and health.(79)

سیکشن ۱۴۴ کے اختیار کا بنیادی نکتہ سنگین کردار کی شدید گڑبڑ کے خطرے سے معاشرے کو محفوظ کرنا ہے اور یہ سیکشن دوسروں کے قانونی حقوق کے عمل کو روکنے کی کوشش کرنے یا عوامی تحفظ اور صحت کو خطرے میں ڈالنے والوں کے خلاف راست اقدام کرتا ہے۔

سو سد الذرائع کے طور پر متوقع خطرات سے بچنے کیلئے دفعہ ۱۴۴ کے تحت ہنگامی اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔

نتائج بحث

اس مقالہ کی روشنی میں جو اہم نتائج سامنے آئے ہیں 'ان کا تذکرہ حسب ذیل ہے :

۱۔ سد الذرائع کا دائرہ کار اعتقادات' عبادات' مناکحات' تعزیرات' مالیات اور اخلاقیات کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔

۲۔ عصر حاضر میں زکوٰۃ' میراث' زرعی ٹیکس' انکم ٹیکس' ویلتھ ٹیکس وغیرہ کے حوالے سے قانون شکنی سے بچنے کیلئے سد الذرائع کے ضابطے کا اعتبار کرتے ہوئے زندگی میں تقسیم جائیداد کو ممنوع قرار دینا۔

۳۔ رشوت کے خاتمے کیلئے جج اور دیگر انتظامی آفیسرز کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کیا جائے اور ان کو تجارت اور ہر قسم کے تحائف قبول کرنے اور حکمران طبقے سے تعلقات استوار کرنے سے عملاً منع کیا جائے تاکہ رشوت کے ذرائع کا خاتمہ ہو سکے۔

۴۔ بدکاری سے مکمل اجتناب اور مغربی تہذیب سے بچنے کیلئے الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا سے عریانی و فحاشی کی جملہ صورتوں کا عملی خاتمہ ضروری ہے۔ اس حوالے سے سد الذرائع کا استعمال معاشرے سے برائیوں کے خاتمے میں بڑا معاون اور

ایک صالح معاشرے کی تشکیل کیلئے لازمی ہے۔

۵۔ بہت سے اخلاقی ضابطوں کو قانونی شکل دینی چاہیے تاکہ ہم بحیثیت قوم ان اقدار پر عمل کر سکیں، جیسے امام احمد بن حنبل کے مطابق کسی کے کھانہ نہ دینے پر اگر کوئی بھوک سے مر جائے تو اس پر دیت لازم ہو گی۔

۶۔ مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ تشدد کو ختم کرنے کیلئے سد الذرائع کی بنا پر کئی قوانین بنانے کی ضرورت ہے۔ نیز اس حوالے سے پہلے سے موجود قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی بھی ضرورت ہے۔

۷۔ موجودہ دور میں دہشت گردی کو ختم کرنے کیلئے دہشت گردوں سے اسلحہ واپس لیکر بغیر لائسنس اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی اور غنڈہ گرد عناصر کے سرِ عام اسلحہ کی نمائش کی عملاً ممانعت ہونی چاہیے۔ اس کے مقابلے میں طویل عرصے تک موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی جیسے اقدامات درست نہیں ہیں۔ ہاں وقتی اور ہنگامی حالات میں تھوڑی مدت کیلئے ایسی پابندی لگائی جا سکتی ہے مگر طویل پابندی میں تکالیف اور مسائل زیادہ اور فوائد کم ہیں۔ اس لئے یہ پابندی سد الذرائع کے اصول سے متصادم ہے۔

۸۔ اس مصدر سے مستقل احکامات کے ساتھ ساتھ عارضی اور ہنگامی احکامات بھی ثابت ہوتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکی سطح پر سد الذرائع سے استفادہ کرتے ہوئے پاکستان کے باشندوں کو دہشت گردی، ظلم و جارحیت اور قانون شکنی کے رجحانات سے محفوظ رکھا جائے۔

حوالہ جات

۱۔ الجوہری' اسماعیل بن حماد (م ۳۹۸ھ)' الصحاح' دار المضارۃ العربیۃ' بیروت' ۱: ۵۷۵'
ابن منظور افریقی' محمد بن مکرم (۷۱۱ھ)' لسان العرب' دار صادر' بیروت' ۳: ۲۰۷
۲۔ الکھف' ۱۸: ۹۴
۳۔ عبدالکریم زیدان' الدکتور' الوجیز فی اصول الفقہ' دار نشر الکتب الاسلامیۃ' لاہور: ۲۴۵
۴۔ الشاطبی' ابراھیم بن موسیٰ (۷۹۰ھ)' الموافقات فی اصول الشریعۃ' مکتبہ محمد علی صبیح
ازھر' مصر ۴: ۱۳۰
۵۔ علی حسب اللہ' اصول التشریع الاسلامی' ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ' کراچی: ۲۸۳
۱۔ الحجرات: ۴۹: ۱۲
۲۔ البخاری' محمد بن اسماعیل ۲۶۵ھ' الجامع الصحیح' قدیمی کتب خانہ
کراچی' ۱۹۶۱ء' کتاب الصوم' ۱: ۲۷۲
۳۔ العسقلانی' احمد بن علی بن محمد بن حجر (۸۵۲ھ)' فتح الباری' ۴: ۲۸۰' دار الفکر' بیروت
۴۔ الاحزاب' ۳۳: ۳۲
۵۔ ابوداؤد' سلیمان بن اشعث سجستانی ۲۷۵ھ' سنن' مکتبہ امدادیہ' ملتان ۲: ۱۹۰
۶۔ ابن ماجہ' ابوعبداللہ محمد بن یزید (۲۷۳ھ)' سنن' قدیمی کتب خانہ' کراچی ۱: ۶۹'
۷۔ البخاری' ۱: ۱۶
۸۔ الترمذی' محمد بن عیسیٰ (۲۷۹ھ) جامع' اسلامی کتب خانہ' دیوبند یوپی' بھارت' ۱۹۸۵ء
ابواب الصوم' ۱: ۱۴۸
۹۔ مسلم' بن حجاج بن مسلم قشیری (۲۶۱ھ)' الصحیح' قدیمی کتب خانہ' کراچی'
کتاب اللباس' ۲: ۲۰۵
۱۰۔ النساء' ۴: ۱۴۰
۱۱۔ الدارمی' عبداللہ بن عبدالرحمٰن (۲۲۵ھ)' سنن' نشر السنۃ' ملتان' ۲: ۳۷
۱۲۔ البخاری' کتاب الروح' ۱: ۲۷۲
۱۳۔ النسائی' احمد بن شعیب ۳۰۳ھ' قدیمی کتب خانہ' کراچی' کتاب الاشربہ' ۲: ۳۲۶
۱۴۔ مسلم' کتاب الایمان' ۱: ۵۷
۱۵۔ النساء ۴: ۱۴۰

۱۶۔ الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن (م ۲۲۵ھ)، سنن، نشر السنہ ملتان، ۲: ۷۳۔

۱۷۔ البخاری، کتاب البیوع، ۱: ۲۸۲

۱۸۔ النسائی، سنن، کتاب الاشربہ، ۲: ۳۲۶

۱۹۔ الانعام، ۶: ۱۰۸

۲۰۔ آلوسی، شہاب الدین سید محمود احمد آفندی (۱۲۷۰ھ) روح المعانی، ۷: ۲۵۱، مکتبہ امدادیہ، ملتان

۲۱۔ The pakistan Penal Code 1860,Kausar Brothers, Lahore: 267

۲۲۔ مسلم، کتاب الایمان، ۱: ۵۷

۲۳۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر ۷۵۱ھ، الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشریعۃ، دار نشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور: ۲۵۴

۲۴۔ العینی، بدالدین محمود بن احمد ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری، ۸: ۷۰، دار الفکر، بیروت،

۲۵۔ مسلم، کتاب الجنائز، ۱: ۳۱۴

۲۶۔ ابن ماجہ: ۱۱۳

۲۷۔ مالک، ابن انس، امام ۱۷۹ھ، موطا امام مالک، کتاب صلوٰۃ الجماعۃ: ۱۳۸، فرید بک سٹال، لاہور، ۱۴۰۳ھ

۲۸۔ البقرہ، ۲: ۲۸۶

۲۹۔ Local and special Laws(the Minor Acts), National Lawa times Publications, Lahore:984-91

۳۰۔ الترمذی، ابواب الفرائض، ۲: ۳۱

۳۱۔ The pakistan Penal Code: 304

۳۲۔ Mulla, Dinshah fardunji Muhammadan Law, Mansoor Book House, Lahore: 418,

۳۳۔ Muhammadan Law: 166

۳۴۔ Abid

۳۵۔ Local and Special Laws: 455

۳۶۔ Local and Special Laws: 455

۳۷۔ عبدالرزاق، ابن ہمام ۲۱۱ھ، مصنف، ۸: ۲۰۶، مکتبہ اسلامی، بیروت، ۱۳۹۰ھ

۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ ocal and Special Laws: 458-465

۴۰۔ The pakistan Penal Code: 255

۴۱۔ الاحزاب‘ ۳۳ : ۳۳

۴۲۔ القرطبی‘ محمد بن احمد الاندلسی ۶۷۱ھ‘ الجامع الاحکام القرآن‘ ۱۴ : ۱۷۹‘ داراحیاء التراث العربی بیروت‘ لبنان‘

۴۳۔ الشوکانی‘ محمد بن علی ۱۲۵۰ھ‘ فتح القدیر‘ ۴ : ۲۷۸‘ دارالمعرفۃ‘ بیروت‘ لبنان۔

۴۴۔ الطرق الحکمیہ : ۲۵۹

۴۵۔ الطرق الحکمیہ : ۲۵۸

۴۶۔ ایضاً

۴۷۔ وہبہ زحیلی‘ الدکتور‘ الفقہ الاسلامی‘ وادلتہ‘ ۳ : ۵۷۵‘ دارالفکر‘ بیروت‘ لبنان ۱۴۰۵ھ

۴۸۔ The Pakistan Penal Code : 257

۴۹۔ Local and Special Laws (The Minor Acts) :278-79

۵۰۔ ابوداؤد‘ کتاب اللباس‘ ۲ : ۲۰۳

۵۱۔ ابن قیم‘ اعلام الموقعین‘ ۳ : ۱۵۵‘ مطبع السعادۃ‘ مصر‘ ۱۳۷۴ھ‘

۵۲۔ The Minor Acts:6

۵۳۔ الترمذی‘ ابواب النکاح‘ ۱ : ۲۱۳

۵۴۔ اعلام الموقعین‘ ۳ : ۱۵۸

۵۵۔ البخاری‘ ۲ : ۶۰۶

۵۶۔ مسلم‘ ۱ : ۴۵۱

۵۷۔ الاستبصار‘ ۳ : ۱۴۲

۵۸۔ الکلینی‘ ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق ۳۲۹ھ‘ الفروع من الکافی‘ ۵ : ۴۵۵‘ دارالکتب الاسلامیۃ‘ تہران‘ ۱۳۴۲ھ

۵۹۔ القمی‘ محمد بن علی ۳۸۱ھ‘ من لایحضر والفقیۃ‘ دالکتب الاسلامیہ‘ تہران‘ ۳ : ۲۹۶

۶۰۔ Muhammadan Law : 345

۶۱۔ الاستبصار‘ ۳۔ ۱۴۳

۶۲۔ مسلم‘ ۲ : ۳۷

۶۳۔ البخاری‘ ۲ : ۱۰۲۹

۶۴۔ التوبہ‘ ۹ : ۶۰

۶۵۔ البخاری‘ ۱ : ۱۹۵

۶۶۔ النساء‘ ۴ : ۲۵

۶۷۔ المائدہ‘ ۵ : ۵

۶۸۔ الترمذی‘ ابواب النکاح‘ ۱ : ۲۰۸

۶۹۔ شبلی نعمانی‘ الفاروق‘ ۲۲۳۔ ۲۲۴‘ مکتبہ رحمانیہ‘ اردو بازار‘ لاہور

۷۰۔ البخاری‘ ۲ : ۱۰۳۳

۷۱۔ السرخسی‘ ابوبکر محمد بن احمد ۴۹۰ھ المبسوط‘ ۱۶ : ۸۲‘ دار المعرفۃ‘ لبنان‘ ۱۳۹۸ھ

۷۲۔ The Minor Acts ; 253-54

۷۳۔ البخاری‘ کتاب الفتن‘ ۲ : ۱۰۴۷

۷۴۔ Local and Special Laws : 387

۷۵۔ Abid : 389

۷۶۔ الهيثمى ‘نورالدين على بن ابى بكر٨٠٧ه‘ مجمع الزوائد‘٤:٨٧‘
‘دارالكتب العربى‘بيروت١٤٠٢ه

۷۷۔ Local and Special Laws : 386

۷۸۔ Shaukat Mahmood, Criminal Procedure, Legal research Centre, Lahore, 1:370

۷۹۔ Abid, 1:373